قسط نمبر ۲

# انکارِ حدیث.........حق یا باطل؟
## (ایک منکرِ حدیث کے شبہات کے جوابات)

تحریر: فضیلۃ الشیخ مولانا صفی الرحمان مبارکپوریؒ

**دین کے مکمل ہونے کا مطلب:** حدیث کے بے حیثیت اور بے مقام ہونے کے سلسلے میں آپ کی دوسری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ دین عملاً ﴿**محمد رسول الله والذين معه**﴾ کے ذریعہ مکمل ہو چکا ہے، اور قولاً لوحِ قرآن میں محفوظ ہو گیا ہے۔ غالباً آپ کے اس ''فنکارانہ'' استدلال کا منشا یہ ہے کہ اگر آپ سے یہ سوال کر دیا جائے کہ ﴿**محمد رسول الله والذين معه**﴾ کے ذریعہ عملاً جو دین مکمل ہو چکا ہے اس کی تفصیلات کہاں دستیاب ہوں گی تو آپ جھٹ کہہ دیں گے کہ قرآن میں۔ ممکن ہے آپ نہ کہیں لیکن آپ کے دوسرے ہم خیال حضرات یہی کہتے ہیں، اس لئے میں آپ کی توجہ اپنے ان سوالات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو اسی مضمون کے شروع میں درج ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔ قرآن میں جن جانوروں کو حرام اور حلال قرار دیا گیا ہے ان کے علاوہ بقیہ جانور حلال ہیں یا حرام؟

۲۔ نماز کے متعلق قرآن میں جو چند چیزیں مذکور ہیں ان کے علاوہ نماز کے بقیہ حصوں کی ترکیب کیا ہے؟

۳۔ زکوٰۃ کم از کم کتنے مال پر فرض ہے؟ کتنے فی صد فرض ہے؟ اور کب کب فرض ہے؟

۴۔ مالِ غنیمت کی تقسیم مجاہدین پر کس تناسب سے کی جائے؟

۵۔ چور کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں یا ایک؟

۶۔ جمعہ کی نماز کیلئے کب اور کن الفاظ میں پکارا جائے؟ اور وہ نماز کیسے پڑھی جائے؟

ان سوالات کو ایک بار غور سے پڑھ لیجئے اور بتایئے کہ اس سلسلے میں ''**محمد رسول الله والذين معه**'' کا عمل کیا تھا؟ اور اس عمل کی تفصیلات کہاں سے ملیں گی؟ اگر قرآن میں ملیں گی تو کس سورت، کس پارے، کس رکوع اور کن آیات میں؟ اور اگر قرآن میں یہ تفصیلات نہیں ہیں، اور یقیناً نہیں ہیں تو قرآن کے بعد وہ کون سی کتابیں ہیں جو آپ کے ''معیار'' پر صحیح ہیں اور ان میں یہ تفصیلات بھی درج ہیں؟ قرآن تو بڑے زور و شور سے کہتا

ہے کہ جو اللہ سے امید رکھتا ہے اور آخرت میں کامیاب ہونا چاہتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے نمونے پر چلے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ﴾ [الأحزاب: ۲۱]

اور یہاں یہ حال ہے کہ جو مسائل پیش آتے ہیں ان میں رسول اللہ ﷺ کا اُسوہ ملتا ہی نہیں، اور اگر کہیں ملتا بھی ہے تو آپ اسے ''ایرانی سازش'' کے تحت گھڑا گھڑایا افسانہ قرار دیتے ہیں جن پر تقدس کا خول چڑھا کر لوگوں کو بیوقوف بنایا گیا ہے، ورنہ دین میں ان کی کوئی حیثیت اور کوئی مقام نہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی چاہنے والے بے چارے کریں تو کیا کریں؟ ؎ خداوندا! یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں؟

اس سلسلے میں سوالات اس کثرت سے ہیں کہ انہیں درج کرتے ہوئے آپ کے ملولِ خاطر کا اندیشہ ہے، اس لئے اتنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

؎ اندکے باتو بگفتم و بدل ترسیدم — کہ آزردہ دل نہ شوی ورنہ سخن بسیار است

میری ان گذارشات سے یہ حقیقت دوٹوک طور پر واشگاف ہو جاتی ہے کہ یہ ساری دشواریاں اور پیچیدگیاں اس لئے پیش آرہی ہیں کہ سورۃ المائدۃ کی آیت: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ......الخ﴾ اور سورۃ البروج کی آیت: ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ ......﴾ کا مفہوم سمجھنے میں آپ کے **تدبر فی القرآن** اور **تفقہ فی الدین** کا طائرِ پندار حقائق کی دنیا سے بہت دور پرواز کر گیا ہے۔

**روایات بالمعنیٰ:** اب آیئے! آپ کے چند اور ''فرمودات عالیہ'' پر گفتگو ہو جائے۔ آپ نے حدیثوں کی بابت لکھا ہے کہ ''یہ سب کی سب یکسر ظنی، غیر یقینی اور روایت بالمعنیٰ ہیں''۔ یہ معلوم ہی ہے کہ ''غیر یقینی'' کا لفظ ''ظنی'' کی تفسیر ہے اور ظن کے سلسلے میں میں اپنی گذارشات پیش کر چکا ہوں۔ رہا ''روایت بالمعنیٰ'' کا معاملہ تو سن لیجئے کہ روایت بالمعنیٰ اگر کوئی جرم ہے تو اس جرم کا سب سے بڑا مجرم (نعوذ باللہ) خود قرآن ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا مکالمہ، سیدنا ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا مکالمہ، سیدنا صالح علیہ السلام اور قومِ ثمود کا مکالمہ، سیدنا ابراہیم اور لوط علیہما السلام اور ان کی قوم کا مکالمہ، سیدنا شعیب علیہ السلام اور اہل مدین واصحب الأیکہ کا مکالمہ، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے، بلکہ جادوگروں سے اور بنی اسرائیل سے مکالمہ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے مواعظ و مکالمے، کیا یہ سب انہی الفاظ اور عبارتوں میں تھے، جن الفاظ اور عبارتوں کے ساتھ قرآن مجید میں درج ہیں؟ کیا آپ اس تاریخی حقیقت کا انکار کر سکتے ہیں کہ ان پیغمبروں اور ان کی قوموں کی زبان عربی نہیں تھی............!!!؟؟؟

قرآن میں ایک ہی بات کہیں کچھ الفاظ وعبارت میں ادا کی گئی ہے تو کہیں دوسرے الفاظ وعبارت میں۔ کہیں مختصر ہے کہیں مطول، بلکہ کہیں ایک جز مذکور ہے تو کہیں دوسرا جز۔ پس اگر ایک بات کے بیان کرنے میں الفاظ وعبارت، اجمال وتفصیل اور اجزاءِ گفتگو کے ذکر وعدمِ ذکر کا اختلاف اور روایات بالمعنی کوئی عیب ہے تو سب سے پہلے قرآن مجید کو اس عیب سے (نعوذ باللہ) پاک کیجئے، اور اگر نہیں تو پھر حدیث کے روایت بالمعنی ہونے پر آپ کو اعتراض کیا ہے؟ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ قرآن تو روایت بالمعنی سے بھرا ہوا ہے، پھر بھی یقینی کا یقینی اور احادیث کے متعلق جوں ہی آپ کے کان میں یہ آواز پہنچے کہ اس میں کچھ احادیث روایت بالمعنی بھی ہیں۔ بس آپ شور مچانے لگے کہ ہٹاؤ ان احادیث کو یہ روایت بالمعنی کی گئی ہیں۔ ان کا کیا اعتبار، اور دین سے ان کا کیا تعلق......؟

**ایرانی سازش کا بدبودار افسانہ:** قرآنی آیات کو آپ نے اپنی مزعومہ خرافات کے گرد طواف کرانے کے بعد اس بڑے بول کا اظہار کیا جسے منکرین حدیث کے گرگانِ باراں دیدہ اپنے سرد وگرم چشیدہ یہودی صلیبی مستشرق اساتذہ کی تقلید میں بولتے آئے ہیں اور جس کے متعلق ہر صاحبِ بصیرت بے کھٹک کہہ سکتا ہے کہ:

﴿ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ﴾ [الکھف:۵] ''بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکل رہا ہے، وہ سراپا جھوٹ بک رہے ہیں''۔ ان کے اس بول کا خلاصہ یہ ہے کہ ''احادیث کا ذخیرہ درحقیقت ایرانیوں کی سازش اور قصہ گویوں، واعظوں اور داستان سراؤں کی من گھڑت حکایات کا مجموعہ ہے''۔

آپ کے اس دعویٰ کا پردہ فاش کرنے سے پہلے میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس عجمی سازش اور داستان سراؤں کی گھڑنت کا پتہ آپ نے کس طرح لگایا؟ آپ کے ذرائع معلومات کیا ہیں؟ اور آپ کے پاس اس پُرشور دعویٰ کی کیا دلیل ہے؟ کیونکہ دعویٰ بلا دلیل قبول خرد نہیں! آپ لوگوں پر حیرت ہوتی ہے کہ دعویٰ تو کرتے ہیں اس قدر زور وشور سے، اور ایسے اونچے آہنگ کے ساتھ اور دلیل کے نام پر ایک حرف نہیں۔ کیا اس کا نام تدبر فی القرآن ہے اور اس کو تفقہ فی الدین کہتے ہیں......؟ آپ فرماتے ہیں کہ ''وفاتِ نبویؐ کے سینکڑوں برس بعد بعض ایرانیوں نے اِدھر اُدھر کی سنی سنائی الکل پچو باتوں کو جمع کر کے انہیں صحیح حدیث کا نام دیا ہے''۔ ملخصاً

میں کہتا ہوں کہ آیئے! سب سے پہلے یہی دیکھ لیں کہ ان مجموعہ ہائے احادیث کو جمع کرنے والے ایرانی ہیں بھی یا نہیں؟ سن وار ترتیب کے لحاظ سے دورِ اول کے رواۃِ حدیث میں سرفہرست ابن شہاب زہری، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہم کے نامِ نامی آتے ہیں۔ یہ سب کے سب، سب سے معزز عربی خاندان قریش سے تعلق رکھتے ہیں اور آخر الذکر تو اسلامی تاریخ کے پانچویں خلیفہ راشد کی حیثیت سے معلوم ومعروف ہیں، اسی

طرح دورِ اول کے مدونینِ حدیث میں سرفہرست امام مالکؒ ہیں۔ پھر امام شافعیؒ اور ان کے بعد امام احمد بن حنبلؒ، ان تینوں ائمہ کے مجموعہ ہائے احادیث پوری اُمت میں متداول اور مقبول ہیں۔ یہ تینوں خالص عربی النسل ہیں۔ امام مالکؒ قبیلہ ذی اَصبح سے، امام شافعیؒ قریش کی سب سے معزز شاخ بنو ہاشم سے، اور امام احمدؒ قبیلہ شیبان سے۔

یہ بنو شیبان وہی ہیں جن کی شمشیرِ خارا شگاف نے خورشیدِ اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے ہی خسرو پرویز کی ایرانی فوج کو ''ذی قار'' کی جنگ میں عبرتناک شکست دی تھی اور جنہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایرانی سازش کے تحت برپا کئے گئے ہنگامہ ارتداد کے دوران نہ صرف ثابت قدمی کا ثبوت دیا تھا بلکہ مشرقی عرب سے اس فتنے کو کچلنے میں فیصلہ کن رول ادا کر کے عربی اسلامی خلافت کو نمایاں استحکام عطا کیا تھا، اور پھر جس کے شہپر وشہباز مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کی شمشیر خارا شگاف نے کاروانِ حجاز کیلئے فتح ایران کا دروازہ کھول دیا۔

آخر آپ بتلا سکتے ہیں کہ یہ کیسی ایرانی سازش تھی جس کی باگ ڈور عربوں کے ہاتھوں میں تھی؟ جس کا سرپرست عربی خلیفہ تھا اور جس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے ایسی ایسی نمایاں ترین عربی شخصیتوں نے اپنی زندگیاں کھپا دیں جن میں سے بعض افراد کے قبیلوں کی ایران دشمنی چار دانگ عالم میں معروف تھی؟ کیا کوئی انسان جس کا دماغی توازن صحیح ہو، ایک لمحہ کیلئے بھی ایسے بدبودار افسانے کو ماننے کیلئے تیار ہو سکتا ہے؟

دورِ اول کے بعد آیئے دورِ ثانی کے جامعینِ حدیث پر نگاہ ڈالیں۔ ان میں سرفہرست امام بخاریؒ ہیں جن کا مسکن ''بخارا'' تھا۔ بخارا ایران میں نہیں بلکہ ماوراء النہر (ترکستان) میں واقع ہے۔ دوسرے اور تیسرے بزرگ امام مسلمؒ اور امام نسائیؒ ہیں۔ ان دونوں حضرات کا تعلق نیشاپور کے علاقے سے تھا اور نیشاپور ایران کا نہیں بلکہ خراسان کا جز تھا۔ اگر اس پر ایران کا اقتدار رہا بھی ہے تو اجنبی اقتدار کی حیثیت سے۔ چوتھے اور پانچویں بزرگ امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ تھے۔ اول الذکر کا تعلق سجستان (خراسان) سے، ثانی الذکر کا تعلق ترمذ (ماوراء النہر، ترکستان) سے رہا ہے۔ چھٹے بزرگ کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک طبقہ ابن ماجہ کی سنن کو صحاحِ ستہ میں شمار کر کے انہیں استناد کا یہ مقام دیتا ہے، دوسرا طبقہ سنن دارمی یا مؤطا امام مالک کو صحاحِ ستہ میں شمار کرتا ہے۔ امام ابن ماجہ یقیناً ایرانی ہیں لیکن ان کی تصنیف سب سے نیچے درجے کی ہے۔ حتیٰ کہ اکثر محدثین اسے لائق استناد ماننے کو تیار نہیں۔ آخر الذکر دونوں حضرات عربی ہیں۔ امام مسلمؒ، ترمذیؒ، ابوداؤدؒ اور نسائیؒ بھی عربی ہیں۔

کیا محدثین عجمی تھے؟ یہ حقیقت اچھی طرح یاد رہے کہ جن محدثین نے احادیث کو کتابی شکل میں جمع کیا ہے ان سب کو یا ان کی اکثریت کو عجمی قرار دینا محض فریب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج حدیث کی جو کتابیں اُمت میں رائج، مقبول اور متداول ہیں، چند ایک کے سوا، سب کے مصنفین (مؤلفین) عرب تھے۔ ہم ذیل میں اس طرح کے عرب محدثین کی فہرست دے رہے ہیں تا کہ واقعی حقیقت دوٹوک طور پر واشگاف ہو جائے۔

| نمبر شمار | عرب محد ثین | ھجری | قبیلہ |
|---|---|---|---|
| ۱۔ | امام مالک رحمۃ اللہ علیہ | ۱۷۹ھ | ذی اصبح |
| ۲۔ | امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۰۴ھ | قریش |
| ۳۔ | امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۹ھ | قریش |
| ۴۔ | امام اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۸ھ | بنوتمیم |
| ۵۔ | امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۱ھ | بنوشیبان |
| ۶۔ | امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۵ھ | بنوتمیم |
| ۷۔ | امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ | ۲۶۱ھ | بنوقشیر |
| ۸۔ | امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ | ۲۷۵ھ | بنوأزد |
| ۹۔ | امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۷۹ھ | بنوسلیم |
| ۱۰۔ | امام حارث بن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۸۲ھ | بنوتمیم |
| ۱۱۔ | امام ابوبکر بزار رحمۃ اللہ علیہ | ۲۹۲ھ | بنوأزر |
| ۱۲۔ | امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۰۳ھ | |
| ۱۳۔ | امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۰۷ھ | بنوتمیم |
| ۱۴۔ | امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۲۱ھ | بنوأزد |
| ۱۵۔ | امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ | ۳۵۴ھ | بنوتمیم |
| ۱۶۔ | امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۶۰ھ | لخم |
| ۱۷۔ | امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۸۵ھ | |
| ۱۸۔ | امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ | ۴۰۵ھ | بنوضبہ |

| نمبر شمار | عجمی محدثین | ھجری |
|---|---|---|
| ۱۔ | امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۵ھ |
| ۲۔ | امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۶ھ |
| ۳۔ | امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۷۳ھ |
| ۴۔ | امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ | ۳۱۱ھ |

اس فہرست سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جن محدثین کی کتابیں رائج اور مقبول ہیں ان میں ۱۸ عرب اور

صرف ۴ عجمی ہیں۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی، رفیق دار المصنفین، اعظم گڑھ نے پہلی صدی ہجری میں پیدا ہونے والے محدثین سے لے کر آٹھویں صدی کے آخر تک وفات پانے والے مشہور اور صاحب تصنیف محدثین کا تفصیلی ذکر ''تذکرۃ المحدثین'' نامی کتاب کی دو جلدوں میں کیا ہے۔ ان محدثین کی کل تعداد ستر ہوتی ہے۔ جن میں سے صرف ۱۲ محدثین کے متعلق یہ صراحت ملتی ہے کہ وہ عجمی تھے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حدیث کو عجمی یا ایرانی سازش قرار دینے میں کتنا وزن ہے اور یہ نعرہ کس قدر پُرفریب ہے۔

اسی کے ساتھ اگر یہ بات بھی مدنظر رہے کہ کتبِ احادیث کے لکھنے والوں میں پیشرو اور سرفہرست عرب محدثین ہیں۔ عجمی محدثین ان کے بعد ہیں۔ پھر ان عجمی محدثین نے اپنی کتابوں میں جو حدیثیں جمع کی ہیں وہ وہی حدیثیں ہیں جنہیں ان کے پیشرو اور ہم عصر عربوں نے اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے تو مذکورہ بالا حقیقت مزید اچھی طرح بے نقاب ہو جاتی ہے۔ اب آپ بتایئے کہ آخر عربوں کے خلاف یہ کیسی سازش تھی جس کے دورِ اول کے تمام بڑے بڑے لیڈر عربی تھے اور عربوں کے بعد ترکستانی اور خراسانی تھے جو نسلاً عربی تھے، اور اگر عربی نہ بھی تسلیم کریں تو پھر ایرانیوں سے کدورقابت رکھتے تھے اور انہوں نے سازش کا سارا مواد اپنے پیشرو عرب لیڈروں سے حاصل کیا تھا۔ اگر بدقسمتی سے اس دور کے ''سازشی ٹولے'' میں ایک آدھ ایرانی نے شریک ہو کر ان کی کفش برداری اور خوشہ چینی کی بھی تو اس کو کوئی حیثیت حاصل نہ ہوسکی۔ یا تو اس کی تصنیف کو درجہ استناد ہی نہیں دیا گیا۔ یا دیا بھی گیا تو سب سے نچلے درجہ کا...... ؟ یہ بھی بتلا دیجئے کہ آخر یہ کیسی ''ایرانی سازش'' تھی کہ ''سازشی ٹولے'' اور ان کے سیاسی آقاؤں کے درمیان برابر ٹھنی رہتی تھی؟ کسی کو شہر بدر کیا جا رہا ہے، کسی پر شہر کے دروازے بند کئے جا رہے ہیں، کسی کو حوالہ زنداں کیا جا رہا ہے، کسی پر کوڑے برس رہے ہیں، کسی کو زخمی پیٹھ پر زہریلے پھائے لگائے جا رہے ہیں، کسی کو پاؤں میں بیڑیاں پہنائی جا رہی ہیں، کسی کے کندھے اُکھڑوا کر گدھے پر بٹھایا جا رہا ہے اور شہر میں گشت کرایا جا رہا ہے اور کسی کے ساتھ کچھ اور ہو رہا ہے!!! پھر ''سازشی ٹولہ'' بھی کیسا ہے کہ اپنے آقاؤں سے ذرا دبتا نہیں؟ ان کے مقابل میں اکڑا ہوا ہے۔ ان کے بچوں کیلئے سپیشل کلاس لگانے پر آمادہ نہیں۔ عام درس میں نمایاں اور مخصوص جگہ دینے کو تیار نہیں، ان کے ہدایا اور تحائف کو پوری بے نیازی کے ساتھ ٹھکرا دیتا ہے اور ان کے دربار میں بھول کر بھی حاضر نہیں ہوتا۔ اگر کبھی حاضری کیلئے مجبور بھی کیا جاتا ہے تو وہ کھری کھری سناتا ہے کہ بلائیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔ کیا یہی ''لچھن'' ہوتے ہیں سازشیوں کے............ ؟ آخر یہ کیسا نادان ''سازشی ٹولہ'' تھا کہ جن سیاسی مصالح کے حصول کیلئے اس نے اتنی خطرناک سازش رچائی تھی، انہی سیاسی مصالح کے خلاف برسرِ پیکار رہا اور اس رستے میں جو جو مصیبتیں جھیلنی پڑیں نہایت ہی استقلال کے ساتھ جھیلتا رہا۔

اس ''ایرانی سازش'' کا ایک اور پہلو بھی خاصا دلچسپ ہے۔اس سازشی ٹولے کی جمع کی ہوئی کتب احادیث میں ایسی احادیث بھی ہیں جن میں قبیلوں، قوموں اور ملکوں کے فضائل ومناقب یا خرابیاں اور کمزوریاں بھی بیان کی گئیں ہیں۔اس قسم کی احادیث میں حجاز کو ''دین کی پناہ گاہ'' کہا گیا ہے۔[بخاری ومسلم وغیرہ] یمن کو ''ایمان وحکمت کا مرکز'' قرار دیا گیا ہے۔(ایضاً)..........شام کو اسلام کی چوٹی کے ''شخصیتوں کا مرکز'' ''اللہ کی منتخب کی ہوئی زمین'' اور ''اسلام کا مستحکم قلعہ'' کہا گیا ہے اور اس کیلئے دعائیں کی گئی ہیں۔[بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد]

آپ کو معلوم ہے کہ مشرق کو عموماً اور ایرانیوں کے مرکزِ اقتدار (عراق) کو خصوصاً، احادیث میں کیا مقام عطا ہوا ہے؟ اسے فتنہ وفساد کا مرکز اور اُجڈوں اور اُکھڑوں کا مسکن قرار دیا گیا ہے۔اس پر قدرتی آفات اور تباہیوں کی آمد کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور اسے ابلیس کی قضائے حاجت کا مقام بتلایا گیا ہے۔[بخاری، طبرانی وغیرہ] اگر ایک آدھ حدیث میں اہل ایران سے متعلق کوئی فضیلت آ بھی گئی ہے تو صرف چند افراد کیلئے ''رجال من ھؤلاء''۔ بتایئے! آخر یہ کیسے ''بدھو'' قسم کے ''سازشی'' لوگ تھے کہ سارے فضائل وکمالات تو عطا کر دیئے اپنے عرب دشمنوں کو؟ اور ساری پستی اور خرابی منتخب کر لی اپنے لئے اور اپنے آقاؤں کیلئے؟ کیا سازش اسی طرح کی جاتی ہے؟ اور کیا ایسی ہی اُلٹی سیدھی تدبیروں سے سیاسی بالادستی حاصل ہوتی ہے؟ ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

آیئے! آپ کو ایک اور حقیقت کی طرف متوجہ کروں، جسے شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ نے لکھا ہے، لکھتے ہیں: ''پھر آپ نے کبھی اس پر بھی غور فرمایا کہ اسلامی حکومت سرزمین حجاز سے شروع ہو کر اقطارِ عالم تک لاکھوں مربع میل زمین پر پھیلی ہوئی تھی۔آپ یہ سوچیں آپ کو صلح سے کوئی ملک ملا۔خود سرزمین حجاز میں قدم قدم پر لڑائیاں لڑنی پڑیں۔مکہ پر فوج کشی کی ضرورت ہوئی۔نجد لڑائی سے ملا۔شام، عراق، حبش، یمن کے بعض علاقوں پر لڑنا پڑا۔سمندر کے ساحلی علاقوں پر جنگیں ہوئیں۔نبی کریم ﷺ کو اپنی زندگی میں کم وبیش بیاسی جنگیں لڑنا پڑیں۔پھر یہ جنگوں کا سلسلہ خلیفۂ ثالث کی حکومت کے درمیانی ایام تک جاری رہا۔پھر خلیفۂ ثالث کے آخری دور سے شروع ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پورا زمانہ قریب قریب باہمی آویزش کی نذر رہا۔۴۱ھ کے بعد جوں ہی ملک میں امن قائم ہوا، خلفائے بنی اُمیہ نے شخصی کمزوریوں کے باوجود جہاد فی سبیل اللہ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ہندوستان، اُندلس، بربر، الجزائر تمام علاقے جنگ ہی سے اسلامی قلمرو میں شامل ہوئے۔پھر آپ کے قلم اور دماغ نے سازش کا نزلہ صرف ''فارس'' پر کیوں گرایا؟ محض ملک گیری اور فتوحات کی بنا پر بغاوتیں، سازشیں تصنیف کی جاسکتی ہیں تو حجازی سازش، ہندوستانی سازش، بربری اور اُندلسی سازش کیوں نہیں بنائی گئی؟ کیا شام کے یہودی معصوم، عراق اور روم کے مشرک اور عیسائی فارسیوں سے زیادہ پاک باز تھے؟ ان کی حکومتیں مسلمانوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ نہیں اُتریں؟ مصر میں اسلامی فتوحات سے قبطی اور مصری قوموں کا وقار پامال نہیں ہوا۔پھر آپ مصری سازش کے متعلق کیوں نہیں سوچتے؟ اگر عقل کا دیوالیہ نہیں دے دیا گیا تو اپنی فتوحات کی پوری تاریخ پر غور فرمایئے! چین کے سوا شاید ہی کوئی

ملک ہے جہاں مسلمانوں کے خون نے زمین کو لالہ زار نہ کیا ہو۔ مغربی سمندر کے سواحل پر آپ کی فوجیں برسوں لنگر انداز رہیں۔ ان لوگوں پر آپ کو سازش کا شبہ کیوں نہیں؟ آپ اُلٹا خود ہی ان کی سازش کا شکار ہو گئے......!!!

غزالی، ابن مکرم، ابن عربی، ابن العربی، شاطبی، ابن حزم، یحییٰ بن یحییٰ مصمودی وغیرہم، قرطبہ اُندلس کے علماء کو سازش نہیں کہا جاتا۔ اگر خراسان، بخارا، قزوین، ترمذ، نساء کے علما پر حدیث سازی کی تہمت اس لئے لگائی گئی ہے کہ ان بزرگوں نے سنت کے پرانے تذکروں، صحابہؓ اور تابعینؒ کی بیاضوں اور سلفِ اُمت کے مسودات سے تدوین حدیث کیلئے راہیں ہموار کیں تو علمائے اندلس نے بھی سنت کی کچھ کم خدمت نہیں کی کہ شروحِ حدیث، فقہ الحدیث اور علوم سنت کی خدمت میں ان بزرگوں نے لاکھوں صفحات لکھ ڈالے۔ ان خدمات کو کیوں سازش نہیں کہا گیا۔ منکرین سنت کے پورے خاندان میں کوئی عقل مند نہیں جو ان حقائق پر سنجیدگی سے غور کرے، کیا علوم دینی اور فنونِ نبوت کی ساری داستان میں آپ کو صرف علمائے فارس ہی مجرم نظر آئے!!

من کان هذا القدر مبلغ علمه فليستتر بالصمت والکتمان

(حدیث کی تشریعی اہمیت از مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ ۶۹ تا ۷۱)

آیئے! اس ''ایرانی سازش'' کے متعلق مولانا موصوف کے بعض اور تبصرے ملاحظہ فرماتے چلیے۔ مولانا موصوف لکھتے ہیں: ''آج سے تقریباً ایک صدی پہلے حکومت نہ انتخابی تھی، نہ جمہوری نمائندگی کی سند ان کو حاصل تھی، نہ وہ حکومتیں عوام کے سامنے جواب دہ ہوتی تھیں بلکہ اس وقت کی حکومتیں شخصی ہوتی تھیں یا زیادہ سے زیادہ کوئی قوم حاکم ہو جاتی، باقی لوگ محکوم ہوتے تھے۔ اقتدار میں عوام کی جوابدہی قطعاً ملحوظ نہیں رکھی جاتی تھی۔ نہ حکومت کسی آئین کی پابند ہوتی تھی۔ بادشاہ کی رائے اور بادشاہ کا قلم پورا آئین ہوتا تھا۔ یا وہ لوگ جو بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملا کر حکومت کے منظورِ نظر ہو جائیں۔ ایسی حکومتوں کے ساتھ ہمدردی ذاتی ضرورتوں کی وجہ سے ہوتی تھی یا بادشاہ کے ذاتی اخلاق اور کریکٹر کی وجہ سے۔ اگر کوئی انقلاب ہو جائے تو انقلاب سے ملک متاثر تو ہوتا تھا لیکن اس کی وجہ بادشاہ یا اس کے خاندان کے ساتھ ہمدردی نہیں ہوتی تھی، بلکہ یہ تاثر آنے جانے والی حکومتوں کے مقاصد کی وجہ سے ہوتا۔

فارسی حکومت شخصی تھی، یزدگرد کی موت پر اس کا خاتمہ ہو گیا، یزدگرد کا خاندان یقیناً اس انقلاب میں پامال ہوا ہو گا، لیکن تاریخ اس وقت کسی ایسی سازش کا پتہ نہیں دیتی جو اس خاندان کے ساتھ ہمدردی کے طور پر کی گئی ہو۔ نوشیرواں کے بعد ویسے بھی کسریٰ کی حکومت روبہ انحطاط تھی۔ ان کے کردار میں عدل وانصاف کے بجائے استبداد روز بروز بڑھ رہا تھا۔ عوام کو حکومت کے ساتھ کوئی دلچسپی اور محبت نہیں تھی، پھر سازش کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مذہباً فارسی حکومت آتش پرست تھی۔ اسلام نے توحید کے عقیدہ کی سادگی سے یہودیت اور عیسائیت تک کو متاثر کیا، بت پرستی ان کے سامنے نہ ٹھہر سکی، آتش پرستی کی وہاں کیا مجال تھی! اسلام کی تعلیمات اس مسئلہ میں نہایت مدلل اور واضح تھیں، ان میں کوئی چیز ڈھکی چھپی نہ تھی، اسلام کا موقف عقیدہ توحید کے معاملے میں کھلی کتاب تھا، وہ دوسروں کے شبہات اور اعتراضات بڑی

کشادہ دلی سے سنتا تھا۔ مخالفین کے شبہات کی تردید اور اصلاح میں کوئی کوتاہی کرتا تھا، نہ ہی اپنے نظریہ کو کسی پر جبراً ٹھونستا تھا، پھر اس کے خلاف کیوں سازش کی جائے......؟ کون کرے؟ اور کس طرح کرے؟

فارسی حکومت کا چراغ خلیفہ ثانی کی حکومت میں گل ہوا، یزدگرد کو خود اس کی رعایا نے قتل کیا اور اس کے خاتمے میں مسلم عساکر کی مدد کی۔ پھر سازش کی ضرورت کیسے ہوئی؟ فارس کی فتح کے بعد ہزاروں فارسی اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے۔ جزیہ دیتے رہے، انہیں کسی نے بھی کچھ نہیں کہا۔ ان کے معبد (آتش کدے) مدتوں قائم رہے۔ جو لوگ ان سے اسلام کی طرف راغب ہوئے انہیں اسلام نے پوری ہمدردی کے ساتھ اپنی آغوش میں عزت کی جگہ دی۔ جہاں مذہب یوں آزاد ہو اور سیاست اس طرح بے اثر، ملک کے عوام مسلمانوں کی فتوحات پر خوشیاں مناتے ہوں، جب وہ جنگی مصالح کی بنا پر کسی مقام سے پیچھے ہٹنا پسند کریں تو اس علاقہ میں صف ماتم بچھ جائے۔ تعجب ہوتا ہے کہ ادارۂ طلوعِ اسلام اور جناب اسلم جیراجپوری نے سازش کے جراثیم کو کون سی عینک سے دیکھ لیا!!!

تاریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی عدل گستری اور انصاف پسندی کی وجہ سے فارسی بالکل مطمئن ہوگئے تھے۔ فاتحین کی علم دوستی کے اثرات سے فارس کے تمام ذہین لوگ سیاست چھوڑ کر فوراً علم کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اس راہ میں انہوں نے آخرت کی سربلندیوں کے علاوہ علمی دنیا میں بہت بڑا نام پیدا کیا اور حکومت کے خلاف سازش کا ان کی زبان پر کبھی نام تک نہیں آیا۔ یہ سازش کا پورا کیس مولوی جیراجپوری کے کاشانہ اور ادارۂ طلوع اسلام کے دفتر میں تیار ہوا ہے۔ واقعات کی روشنی میں اسے ثابت کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ سازش کی یہ عجیب قسم ہے کہ سازشیوں نے فاتحین کا مذہب قبول کیا پر ان کے علوم کی اس قدر خدمت کی کہ فاتحین اپنے علوم کی حفاظت سے بےفکری اور کلی طور پر مطمئن ہوگئے۔ پھر فاتحین نے ان میں سے اکثر علوم اور علماء کی سرپرستی کی۔ (مقدمہ ابن خلدون:۵۸)

معلوم ہے کہ اُموی خلفاء کے وقت شاہی درباروں میں عجمیوں کو وہ اقتدار حاصل نہ تھا جو عباسی درباروں میں برامکہ کو حاصل ہوا، لیکن اُن کا دامن دین کی خدمات سے بالکل خالی تھا۔ قرآن وسنت اور دینی علوم تو بڑی بات ہے، برامکہ سے تو عربی زبان کی بھی کوئی خدمت نہ ہوسکی۔ ہارون الرشید نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے درس کی سرپرستی کی کوشش کی۔ لیکن امام مالکؒ نے اسے بے اعتنائی سے مسترد کردیا، روپیہ دینے کی کوشش کی تو پورے استغناء سے واپس کردیا۔ سازش کا آخر یہ مقصد ہوسکتا تھا کہ شاہی دربار تک رسائی ہو، مال و دولت اور حکومت میں حصہ ملے، اب دربار خود درِ دولت پر حاضر ہوتا ہے، اپنی ساری بلندیاں چھوڑ کر پورے انکسار، انتہائی احترام سے خزانوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ تھیلیاں باادب پیش ہوتی ہیں اور ''سازشی'' ہیں کہ نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔ بادشاہ عرض کرتے ہیں: تشریف لے چلیئے! آنکھیں فرشِ راہ ہوں گی، فارسی سازش کے سرغنہ یا فن حدیث کے سالارِ قافلہ فرماتے ہیں: ''**والمدینة خیر لھم لو کانوا یعلمون**'' مطلب یہ کہ اس بڑے دربار سے علیحدگی میرے لئے ناممکن ہے۔ پھر سازشیوں کا یہ پورا

گروہ مختلف عجمی ممالک سے ہزاروں میل سفر طے کر کے مدینہ منورہ پہنچ کر امام کی خدمت میں تحصیل علم کیلئے پیش ہوتا ہے اور کوئی سوچتا نہیں کہ شیخ عرب ہے، یہ عجمی النسل کہیں پوری سازش کا راز فاش نہ کر دے۔عرب استاذ کے عجمی شاگرد مدتوں استفادہ کرتے ہیں اور انہیں علوم کا درس ہوتا ہے۔ساتھی، ساتھی پر جرح کرتا ہے۔ایک دوسرے کی کمزوریوں کے کھلے بندوں تذکرے ہوتے ہیں۔عرب محدثین عجمی علماء پر تنقید کرتے ہیں، عجمی اہل عرب کے نقائص کی نشاندہی کرتے ہیں لیکن اس سازش کا سراغ جس کے اختراع کا سہرا ''طلوع اسلام'' کے دفتر پر ہے، نہ کسی عرب کو لگا، نہ کسی عجمی کو۔نہ استاد نے اسے محسوس کیا نہ شاگرد نے نہ ساتھی نے......!!! پھر تعجب یہ ہے کہ فارس کی فتح پہلی صدی کے اوائل میں ہوئی اور اس سازش کا منصوبہ تیسری صدی میں بنایا گیا۔تقریباً پورے دوسو سال فارسی بے وقوف آرام کی نیند سوتے رہے۔یعنی جب شکست کا درد اور کوفت تازہ تھی، اس وقت تو فارسیوں کو کوئی احساس نہ ہوا لیکن تین سوسال کے بعد درد کی بے قراریاں انگڑائیاں لینے لگیں اور فارسی سازشیوں نے بخاری، مسلم اور کتب صحاح کی صورت اختیار کر لی۔**فیاللعقول و ارباںہا** پھر اتنی بڑی سازش جس نے اسلامی اور تعلیمی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔دنیا کے مسلم اور غیر مسلم مؤرخوں کی آنکھیں بے کار ہو گئیں، قلم ٹوٹ گئے اور زبانیں گنگ؟......ان کی ضخیم کتابیں اس عظیم الشان سازش کے تذکرے سے یکسر خالی ہیں۔یہ راز سب سے پہلے یورپ کے ملحد مستشفین پر کھلا اور اس کے بعد دفتر طلوعِ اسلام کے دریوزہ گروں نے کچھ ہڈیاں مستعار لے لیں۔(فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ) [حدیث کی تشریعی اہمیت:ص۴۴۲تا۴۴۹]

ہماری ان گذارشات سے واضح ہو گیا کہ ایرانی سازش کا جو شاخسانہ آپ کے رہنماؤں نے چھوڑا ہے وہ کوئی ٹھوس حقیقت نہیں بلکہ ایک ''بدبودار افسانہ'' ہے، جس نے اسلام کے دانا دشمن یہودی مستشرق گولڈزیہر اور اس کے رفقاء کی کوکھ سے جنم لیا ہے اور حافظ اسلم، مسٹر پرویز اور پاکستان کے کچھ بے علم یا محدود العلم کلرکوں کی گود میں پل کر جوان ہوا ہے، اور اب آپ جیسے ''محقق'' حضرات اسے عام مسلمانوں کے حلق میں ٹھونسنے کیلئے اپنے ''سرمایہ تحقیقات'' کی حیثیت سے اس کی نمائش کرتے پھر رہے ہیں۔خیر جناب! ''سازشی ٹولے'' نے پہلی صدی میں اپنی سازش کا آغاز کیا اور تیسری صدی کے اخیر تک مکمل کر لیا۔کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔اب ہزار برس بعد یعنی اب سے کوئی اسی برس پہلے آپ حضرات کے ہوش وحواس نے انگڑائیاں لی اور یہودی وصلیبی مستشرقین کی خردبین لگا کر آپ حضرات نے یہ انکشاف کیا کہ یہ امت تو اپنے آغاز سے اب تک ''ایرانی سازش'' کا شکار ہے۔یہ انکشاف بڑی دیر سے ہو سکا۔اب یہ آؤٹ آف ڈیٹ ہو چکا ہے۔اس کی حیثیت مشت بعد از جنگ کی ہے۔اس لئے اسے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ کے مطابق آپ اپنے ہی کلے پر مار لیجئے۔اتنی دیر کے بعد ایسے فوجداری مقدمات کی تفتیش نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی دانشمند اس موضوع پر سوچنے کی کوشش کر سکتا ہے!!

(جاری ہے)